https://doi.org/10.58352/tis.v48i1.918

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
SZIC
الثقافة الإسلامية
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

اقرباء کی مالی اعانت کا تصور یہودیت، مسیحیت اور اسلامی تعلیمات کا تقابلی جائزہ

A COMPARATIVE STUDY OF JUDAISM, CHRISTIANITY AND ISLAMIC TEACHINGS ABOUT THE FINANCIAL SUPPORT OF RELATIVES

Dr. Nasiruddin
Department of Usooluddin, University of Karachi
Email ID: nasiruddin@uok.edu.pk

Dr. Najm ul Sahar Ilyas
Assistant Professor Bahria University
Health Sciences Campus Karachi,
Email: najmussahar2010@gmail.com,
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7719-4323

Abstract

The importance of relatives in Islam and good treatment of them can be estimated from the fact that relatives are mentioned in several places in the Holy Quran immediately after parents and it is emphasized to treat them well. In Surah Al-Baqarah

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی

"And to treat parents and relatives wel"

It is in Surah Nisa

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئاً وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی

"And worship Allah all of you, do not associate anyone with Him, treat your parents well and be kind to your relatives."

In all inspired religions, especially Islam, there is a great emphasis on the payment of the rights of the servants. It is the responsibility of wealthy Muslims to inform the poor, disadvantaged and backward members of the society, fulfill their needs and provide financial support to them. Nowadays, due to the increasing inclination of pretension and showing off among people, the issue of meeting relatives and relatives and good behavior is becoming less and less. Financial aid is a distant thing, people are not even willing to meet with their poor relatives.

In the written paper, the importance of relatives in Islam, Judaism and Christianity and the teachings of financial assistance to needy relatives will be presented

Keywords: *Financial rights, Judaism, Christianity, poor relatives*

اسلام میں رشتہ داروں کی اہمیت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر والدین کے فوراًبعد رشتہ داروں کا تذکرہ آیا ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ سورۂ البقرہ میں ہے:

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی[1]

''اور والدین اور رشتے داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔''

سورۂ نساء میں ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلاَ تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئاً وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی[2]

''اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔''

تمام الہامی مذاہب بالخصوص اسلام میں حقوق العباد کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ سماج کے جو افراد غریب، مفلوک الحال اور پسماندہ ہوں ان کی خبر گیری کرنا، ان کی ضرورتیں پوری کرنا اور ان کا مالی تعاون کرنا مال دار مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ فی زمانہ لوگوں میں نمود و نمائش اور دکھاوے کے بڑھتے ہوئے رجحان کے باعث اَقرباء اور رشتہ داروں سے میل ملاپ اور حسنِ سلوک کا معاملہ منقود ہوتا جا رہا ہے۔ مالی امداد تو دُور کی بات ہے لوگ اپنے غریب رشتہ داروں سے میل ملاقات کے بھی روادار نہیں۔

زیرِ تحریر مقالے میں اسلام، یہودیت اور مسیحی تعلیمات میں رشتہ داروں کی اہمیت اور ضرورت مند رشتہ داروں کی مالی امداد کی تعلیمات کا تجزیاتی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

یہودیت میں اَقرباء کی مالی اعانت کا تصور:

یہودی مذہب میں رشتہ داروں کی بہت اہمیت ہے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی تعلیمات دیتا ہے۔ عبرانی بائبل میں اسرائیلی زمین کے مالکان کو ان کی برادریوں میں موجود رشتہ داروں کے لئے پیداوار میں حصہ دینے کا قانون بتاتا ہے نیز ضرورت کے تحت انہیں رہائشی فراہم کرنے کا فرمان بھی سناتا ہے۔ بائبل کے حوالوں میں یہ حکم جاری کیا گیا ہے کہ رہائشی سہولت اجنبی، یتیم، بیوہ، اور پڑوسی کو فراہم کی جائے۔ کچھ عملی تضادات کے باوجود یہ بات واضح ہے کہ یہ حوالہ جات مذہبی رشتہ داروں کے مقابلے میں کسی کے مقامی طبقے کے لئے ہونے والی فراہمی کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن جدید دور میں، یہودی مفکرین اور تنظیموں نے عالمگیریت کے تناظر میں اپنے محل وقوع سے قطع نظر، انتہائی محتاج افراد خصوصاً رشتہ داروں کی مالی معانت یا انہیں خیرات دینے کی وکالت کی ہے۔[3]

موجودہ دور میں اس لحاظ سے بہت سی یہودی تنظیمیں غیر سرکاری طور پر وجود میں آچکی ہیں جو نادار اور غریب یہودیوں کی مالی معانت کرتی ہیں اور اس ضمن میں سب سے زیادہ اہمیت رشتہ داروں اور اعزاء و اقارب کو دی جاتی ہے۔

ہر یہودی عبادت کے آخر میں جو دعا مانگی جاتی ہے اس میں ایک چیز بیان کی جاتی ہے کہ "خدا کی خود مختاری کے تحت دنیا کو کامل بنائیں۔" عبرانی زبان میں "کامل دنیا" کی اصطلاح ایک مذہبی اصطلاح ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کو ٹھیک کرنا یا مرمت کرنا۔ تورات کا دعویٰ ہے کہ "آپ کی سرزمین میں کبھی بھی محتاجیوں کا خاتمہ نہیں ہوگا"[4]

اس لئے دعا میں یہ بات یاد کروائی جاتی ہے کہ ان محتاجیوں کو ختم کرنے کے لئے اساسی عمل یہ ہے کہ ہر صیہونی اپنے رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنائے۔ تورات میں خدا کی جانب منسوب کردہ ایک قول نقل کیا گیا ہے:

"Whoever claims to love God yet hates a brother or sister is a liar. For whoever does not love their brother and sister, whom they have seen, cannot love God, whom they have not seen."[5]

"جو شخص خدا سے محبت کا دعوی کرتا ہے پھر بھی اپنے بھائی یا بہن سے نفرت کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ کیوں کہ جو اپنے بھائی اور بہن سے محبت نہیں کرتا، جسے انہوں نے دیکھا ہے، وہ خدا سے محبت نہیں کرسکتے، جسے انہوں نے نہیں دیکھا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اقرباء وغیرہ سے محبت کا درس بہر حال یہودی تعلیمات میں موجود ہے اور اس حوالے سے مکمل احکامات بھی موجود ہیں۔
یہودی مذہب میں ہر مشکل کے وقت میں اقرباء سے مدد لینے کا حکم دیا گیا ہے اور ان اقرباء کی اہمیت کو بھی مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

"A friend loves at all times, and a brother is born for a time of adversity."[6]

"ایک دوست ہر وقت محبت کرتا ہے، اور ایک بھائی مشکل کے وقت پیدا ہوتا ہے۔"

اسی چیز کو ایک الگ انداز میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"God is not unjust; he will not forget your work and the love you have shown him as you have helped his people and continue to help them[7]".

"خدا ظالم نہیں ہے۔ وہ آپ کے کام اور اس محبت کو نہیں بھولے گا جس کو تم نے اسے دکھایا جیسا کہ تم نے اس کی قوم کی مدد کی ہے اور ان کی مدد کرتے رہو گے۔"

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ دوسروں کی مدد کا ایک عمل کرتے ہیں تو خدا کے ہاں اس کی اہمیت ہوگی۔ دوسروں کی مدد کرنا آپ اپنے ایمان کا اظہار کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے، اگرچہ نیکی کرنے والے کو ہمیشہ ایسا محسوس نہیں ہوتا ہے۔

رشتہ داروں کے ساتھ عمومی مالی معاونت کا حکم تورات میں ان الفاظ کے ساتھ مرقوم ہے:

"For there will never cease to be poor in the land. Therefore I command you, 'you shall open wide your hand to your brother, to the needy and to the poor, in your land[8]'".

"کیونکہ ملک میں کبھی غریب نہیں رہنا ہے۔ لہذا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ، تم اپنے ملک میں اپنے بھائی، مسکین اور مسکین کے لئے ہاتھ کھولو۔"

یہودی عقیدے کے مطابق ہمیشہ کوئی محتاج نہیں رہے گا۔ عقیدے کے فرد کی حیثیت سے، آپ کی خدا سے یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنے معاشرے کے ایسے لوگوں خصوصاً رشتہ داروں کی مدد کریں جن کو آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔

رشتہ داروں کی مدد کرنے کے حوالے سے حوصلہ افزائی کے لئے عہد نامہ قدیم میں مذکور ہے:

"A generous person will prosper; whoever refreshes others will be refreshed[9]".

"ایک فراخ دل انسان ترقی کرے گا۔ جو دوسروں کو تازہ دم کرے گا اسے تازگی ملے گی۔"

یہ جاننا کہ آپ کسی کی مدد کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں اس کا اپنا انعام ہے۔ لیکن جیسا کہ اس آیت میں نوٹ کیا گیا ہے، سخاوت اور کھلے دل سے ہونے کا مطلب ہے کہ خدا اس کو بھی دیکھے گا کہ آپ کو اجر ملے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عہد نامہ قدیم میں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے اوپر دولت کے ڈھیر یا انبار لگانے کی بجائے یا خود زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کی بجائے دوسروں کو دینا چاہیے۔ وہ اپنے ماننے والوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ "لیکن بات یہ ہے کہ جو تھوڑا بوتا ہے وہ تھوڑا کاٹے گا اور جو بہت بوتا ہے وہ بہت کاٹے گا۔ جس قدر ہر ایک نے اپنے دل میں ٹھہرایا ہے اُسی قدر دے نہ دریغ کر کے اور نہ اور لاچاری سے کیونکہ خُدا خوشی سے دینے والے کو عزیز رکھتا ہے"۔[10] یہودیوں کی اس بارے میں ان کے مذہبی لٹریچر میں حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ وہ خُدا کی طرف سے دی گئی تمام نعمتوں کے اچھے مختار بنیں۔ یہودی مذہبی لٹریچر میں ایک بے ایمان نوکر کی کہانی سنائی ہے جسے اُسکے مالک نے اپنی چیزوں کا مختار بنایا تھا اور یوں یسوع بے ایمان کے ساتھ کی گئی مختاری کے حوالے سے ہمیں خبر دار کرتا ہے۔ اُس کہانی میں سے سبق یہ ملتا ہے کہ "پس جب تم ناراست دولت میں دیانتدار نہ ٹھہرے تو حقیقی دولت کون تمہارے سُپرد کرے گا؟"[11] ہم اپنے خاندان کی ضروریات مہیا کرنے کے ذمہ دار بھی ہیں۔ جیسا کہ ایک اور جگہ مذکور ہے کہ "اگر کوئی اپنوں اور خاص کر اپنے گھرانے کی خبر گیری نہ کرے تو ایمان کا منکر اور بے ایمان سے بد تر ہے۔[12]"

گویا یہودیت کی تعلیمات میں اقرباء کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ ضرورتمندوں، ناداروں اور مفلسوں کی مدد کا درس دے کر ایسے لوگوں میں موجود اپنے قریبی رشتہ داروں کو ترجیح کے احکامات دیئے گئے ہیں۔ زکواۃ کی فرضیت تو یہودیت میں روزِ اول سے موجود تھی۔ لہٰذا اس کی ادائیگی سے انکار ممکن نہ تھا۔ تاہم زکواۃ کے علاوہ صدقات اور مالی اعانت کی تلقین اور تاکید بھی اس مذہب کی مقدس کتابوں میں نظر آتی ہے۔ مالی مدد کیلئے بھی قریبی رشتہ داروں اور خونی رشتوں کو زیادہ اہمیت کا حامل بتایا گیا ہے۔

رشتہ داروں کے مالی حقوق میں سے ایک وراثت میں حصہ بھی ہے۔ یہودی قانونِ وراثت کے مطابق اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث بیٹی کو دے دو اگر بیٹی بھی نہ ہو تو اس کا ورثہ اس کے باپ کے بھائیوں کو دے دو اگر اس کے باپ کا کوئی بھائی نہیں ہے تو اس کے پس ماندگان میں سے جو بھی اس کا زیادہ نزدیکی رشتہ دار ہے اسے ترکہ دے دو۔ تاکہ وہ اس کا وارث بن جائے اور یہ امر بنی اسرائیل کے لئے واجب ہے۔ اس لئے کہ خداوند عالم نے موسیٰ کو یہ حکم دیا ہے۔[13]

مندرجہ بالا فقروں سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل میں میراث کا تعلق صرف اہل نسب سے ہی تھا کیونکہ اس میں شروع سے آخر تک بیوی اور شوہر کا نام نہیں ہے۔ گویا میاں بیوی کے رشتے میں مالی حقوق کا وہ خیال نہیں رکھا گیا جو دیگر مذہب کے ماننے والوں کے ہاں پایا جاتا ہے۔

یہود کے قانون وراثت میں بیٹی کا درجہ پوتوں کے بعد آتا ہے، اگر کسی میت کا لڑکا نہ وہ تو وراثت پوتے کے لیے ہے، اور اگر پوتا بھی نہ ہو تو اس صورت میں وراثت لڑکی کی ہے۔[۱۴]

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ رشتہ داروں اور اقرباء کے مالی معاملات کے حوالے سے یہودی وراثتی نظام کو دیکھا جائے تو یہودیت میں صرف بیٹا وارث بن سکتا ہے اور اس میں بھی ناانصافی یہ ہے کہ بڑے بیٹے کو دگنا ملے گا۔ مرنے والے کے والدین، بیوہ اور بیٹیاں اولاد نرینہ کے رحم و کرم پر ہوتی ہیں۔ اگر لڑکی نابالغ ہو تو بارہ سال کی عمر تک وہ باپ کے ترکے میں سے اپنا خرچہ لے سکتی ہے۔ بیوہ میراث سے محروم ہوتی ہے اور ایک بوجھ سمجھی جاتی ہے۔ سب سے بڑا لڑکا دگنا حصہ پاتا ہے خواہ وہ نطفہ ناجائز ہو۔ گویا یہودیت ولد الزنی کو تو وارث بناتی ہے، لیکن ماں، بیوی یا بیٹی کو وارث نہیں بناتی۔

عیسائیت میں اقرباء کی مالی اعانت کا تصور:

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر عیسیٰ ؑ کی قوم کیلئے معاشی تعلیمات کا تذکرہ ملتا ہے۔ ایک مقام پر ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ فرماتے ہیں:

واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ مادمت حیا (القرآن:۱۹:۳۱)

ترجمہ: اور خدا نے مجھ کو زندگی بھر نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی تاکید کی۔

حضرت عیسیٰ ؑ نے شریعت موسوی کے ظاہری قوانین میں کوئی ردوبدل نہیں کیا، بلکہ ان کی روحانی کیفیت پر زور دیا۔ انجیل لوقا میں ہے کہ جو کوئی اپنی دولت نمائش اور فخر کیلئے دیتا ہے، اس سے وہ شخص بہتر ہے جو اپنے قصور پر نادم ہے۔[۱۵]

اسی انجیل کے ۲۱ویں باب کی پہلی آیت میں ہے:

"اگر کوئی دولت مند ہیکل کے خززانہ میں اپنی زکواۃ کی بڑی رقم ڈالے اور اس کے مقابلے میں کوئی غریب بیوہ خلوص دل سے دو دمڑی ڈالے تو اس کی زکواۃ؛ ان مرتبہ اس دولتمند کی زکواۃ سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو ترغیب دی کہ جس کے پاس جو کچھ ہو وہ خدا کی راہ میں لُٹا دے کہ اونٹ کا سوئے کے ناکے سے گزر جانا آسان ہے مگر دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔[۱۶]

ساتھ ہی انہوں نے خود اپنی طرق سے نیز اپنے رفیق کی طرف سے اپنی ناداری کے باوجود آدھے مثقال والی زکوۃ ادا کی۔ (متی، ۱۷:۲۴)

یہاں پر یہ واضح کرنا بہت ضروری ہے کہ موجودہ عیسائیت کو حضرت مسیح سے بہت دور کا تعلق ہے۔ موجودہ مذہب اور عقائد تو سینٹ پال کے تخیلات ہیں۔ سینٹ پال نے تو حضرت مسیح کو دیکھا اور نہ اُن سے کوئی استفادہ کیا۔

ابتداء میں سینٹ پال تو خود اس وقت کے مختصر سے عیسائی گروہ پر ہر ستم ڈھانے میں پیش پیش تھے۔ بعد میں چل کر عیسائیت اختیار کر لی۔ ان کا نام پہلے سال تھا۔ عیسائیت اختیار کرنے کے بعد "پال" اپنا نام رکھ دیا۔

سینٹ پال اس زمانی کی یہودیت، ایران کی آتش پرستی اور اسکندریہ کے مذہب سے بخوبی واقف تھے۔ انہوں نے ان مذاہب کے بہت سے عقائد اور تصورات انجیل مقدس کے مذہب میں خلط ملط کر لئے اور ان کو مسیحیت کا نام دے دیا۔[17]

کلیسائی حلقوں میں بہت دنوں تک تجارت سے مخالفت کی روش جاری رہی۔ ان کا تصور یہ تھا کہ ہر قسم کا منافع سود یا بیاج ہے۔

اور اگر تیرا کوئی بھائی مفلس ہو جائے اور وہ تیرے سامنے تنگ دست ہو تو اسے سنبھالنا۔ وہ پردیسی اور مسافر کی طرح تیرے ساتھ رہے تو اس سے سود یا نفع مت لینا۔ بلکہ اپنے خدا کا خود رکھنا تا کہ تیرا بھائی تیرے ساتھ زندگی بسر کر سکے تو اپنا روپیہ اُسے سود پر مت دینا اور اپنا کھانا بھی نفع کے خیال سے نہ دینا۔[18]

عیسائی عقیدے کے مطابق یسوع مسیح دولت یا اعلی معیار زندگی کے مخالف نہیں تھے۔ ان کا ایک قول ہے کہ "میں اس لئے آیا ہوں کہ ان کی زندگی ہو اور وہ اس کو زیادہ سے زیادہ حاصل کریں"۔[19] بائبل ایک آسمانی کتاب ہے جس میں زندگی کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ عیسائی عقیدے میں زندگی گزارنے کے لئے پیسوں کی ضرورت پر گفتگو کی گئی ہے کہ پیسہ کامیابی کی صحیح قسم کا ایک لازمی جزو ہو سکتا ہے۔
لیکن دوسری طرف، پیسوں کی محبت نے بہت سارے لوگوں کی زندگیوں کو خراب اور مسخ کر دیا ہے اور بہت برائی کی جڑ ہے (ا تیمتھیس ۶: ۱۰)۔ فلپس جدید انگریزی ترجمہ نے جوہر کو اچھی طرح سے کھینچ لیا ہے اور اس خاص عبارت پر ایک قابل تبصرے کے طور پر کام کیا ہے: "پیسوں سے محبت کرنا ہر طرح کی برائی کی طرف جاتا ہے، اور کچھ مالدار بننے کی جدوجہد میں اپنا ایمان کھو بیٹھا ہے اور خود کو اس کی بے بنیاد اذیتوں کا باعث بنا ہے۔ دماغ."

بائبل میں پیسے اور املاک کو صحیح طریقے سے سنبھالنے اور اس کی تقسیم کے متعلق کم و بیش ۲،۳۰۰ سے زیادہ آیات ہیں امثال کی کتاب، بہت سے مضامین کے بارے میں دانشمندانہ مشورے کے ساتھ، ایک رہنمائی کتاب ہے، جس میں مالی حکمت عملی دی گئی ہے تا کہعیسائیت کے پیروکار دانشمندی سے رقم کا انتظام کریں۔

عیسائیت میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ اپنے لئے پیسہ ضرورت سے زیادہ اہم نہیں ہونے دینا چاہئے۔ درحقیقت، امثال میں پہلا بیان ظاہر کرتا ہے کہ خدا کا احترام کرنا چاہئے، جو ہر چیز کا مالک ہے۔ "اپنے مال اور اپنی تمام تر فصل کے پھلوں سے رب کا احترام کرو، لہذا آپ کی گودامیں بھر جائیں گی، اور آپ کی شراب نوشیوں سے بھر جائے گی"۔[20] یہ ضروری ہے کہ ہم جو کچھ وصول کرتے ہیں اس کا ایک حصہ ہم نے اس کو دیا جو اسے دیتا ہے۔

رشتہ داروں اور غریبوں کی مالی معاونت کے حوالے سے بائبل کا بیان ہے کہ

"He who has a generous eye will be blessed, for he gives of his bread to the poor" [21]

"جس کی فراخ نظر ہے وہ برکت پائے گا، کیونکہ وہ اپنی روٹی غریبوں کو دیتا ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ وہ ان کے مالی معاملات میں ان کی ہر ممکن مدد کرتا ہے۔اسی طرح غریبوں پر رحم کرنے کے حوالے سے بائبل میں مذکور ہے:

"He who despises his neighbor sins; but he who has mercy on the poor, happy is he" [22]

"جو اپنے پڑوسی کے گناہوں کی حقارت کرتا ہے؛ لیکن جو غریبوں پر رحم کرتا ہے وہی خوش ہوتا ہے"۔

"Whoever shuts his ears to the cry of the poor will also cry himself and not be heard[23] -

"جو بھی غریبوں کی فریاد پر کان لگائے گا وہ خود بھی روئے گا اور سنا نہیں جائے گا"۔

اس کا بظاہر مفہوم یہی معلوم ہوتا ہے کہ غریبوں کی فریاد کو سننا چاہئے اس لئے کہ سننے کے بعد ہی ان کے دکھ درد کا معلوم ہو گا اور بسا اوقات ان کا دکھ درد ایسا ہوتا ہے کہ اس سے دوسرے کا سننے کا حوصلہ جواب دے جاتا ہے، پس جو غریبوں کی سنے گا تو لازمی طور پر اس میں ان کی مدد کا داعیہ بھی پیدا ہو گا۔ لہٰذا یہ غریب کوئی بھی ہو اس کی مدد ضرور کرنی چاہئے اور اگر رشتہ دار ہو تو پھر نیکی دوگنا ہو جاتی ہے۔

غریب رشتہ داروں کی کسمپرسی میں ان کا مالی بوجھ کسی بھی پہلو سے اٹھانا ایک نیکی کا کام ہے اس لئے اس حوالے سے بھی اپنی توجہ کو اس کارِ خیر پر مرکوز رکھنا چاہئے۔

بائبل میں بیان ہے:

"Carry each other’s burdens, and in this way you will fulfill the law of Christ."[24]

"ایک دوسرے کے بوجھ اٹھائیں، اور اس طرح آپ مسیح کے قانون کو پورا کریں گے۔"

کوئی بھی اکیلے کچھ نہیں کرتا ہے۔ آپ دوستوں اور کنبے کو زندگی کی بڑی اور چھوٹی رکاوٹوں کو دور کرنے میں مدد کرسکتے ہیں، اور وہ آپ کے لئے بھی یہی کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کو رشتہ داروں اور دیگر افراد کی مدد کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔ بائبل میں تحریر ہے:

"And do not forget to do good and to share with others, for with such sacrifices God is pleased."[25]

"اور بھلائی کرنا اور دوسروں کے ساتھ بانٹنا مت بھولنا، کیونکہ ایسی قربانیوں سے خدا راضی ہوتا ہے۔

گویا عیسائی عقائد کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ خداوند سے اپنی محبت کا ایک طریقہ جس کا مظاہرہ کرسکتے ہیں ان میں ایک ہمدردی اور ان کی دیکھ بھال کرنا ہے جو آپ یہاں زمین پر ملتے ہیں۔ یہاں تک کہ چھوٹے اشاروں کا مطلب ایک بہت بڑا سودا ہو سکتا ہے۔

جب آپس میں پیار ہوتا ہے تو ایک دوسرے کے دکھ درد میں انسان خود بخود کام آتا ہے۔ بائبل میں حضرت عیسیٰ کی نسبت سے مذکور ہے کہ

"My command is this: Love each other as I have loved you."[26]

"میرا حکم یہ ہے کہ: ایک دوسرے سے اسی طرح پیار کرو جیسے میں نے تم سے پیار کیا ہے۔"

بائبل کا بیان ہے کہ "جو مسکینوں پر رحم کرتا ہے [یہوواہ] کو قرض دیتا ہے اور وہ اپنی نیکی کا بدلہ پائے گا۔"[27]

اس ایت کا مقصد ہے کہ خدا اپنے آپ کو اُن لوگوں کا قرض دار سمجھتا ہے جو ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں اور اُس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو اجر دے گا۔

ایک اور مقام پر بائبل میں مکتوب ہے: "اِس لیے خیرات دیتے وقت نرسنگا نہ بجائیں جیسے ریاکار کرتے ہیں تا کہ لوگ اُن کی تعریفیں کریں۔"[۲۸]

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہمیں لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لیے دوسروں کی مدد نہیں کرنی چاہیے۔ دکھاوے اور ریاکاری سے بچنا چاہیے۔

بائبل میں ایک اور جگہ لکھا ہے:

"Let each of you look not only to his own interests, but also to the interests of others[29]".

"آپ میں سے ہر ایک کو صرف اپنے مفادات کی طرف ہی نہیں، بلکہ دوسروں کے مفادات کی طرف بھی دیکھنا چاہئے۔"

آپ اور آپ کے اہل خانہ کے لئے کیا بہتر ہے اس پر غور کرنا ٹھیک ہے، لیکن آپ کو یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ آپ کی برادری کے لئے کون سے فائدہ مند ہو گا۔ اعتماد کریں کہ دوسروں کو بھی آپ کے مفادات کی تلاش ہے۔ سب کو مل کر کام کرنا ہو گا۔

کسی ضرورت مند کو تلاش کر کے اس کی مدد کرنے کے حوالے سے بائبل میں ایک اچھی تمثیل پیش کی گئی ہے۔

"They also will answer, 'Lord, when did we see you hungry or thirsty or a stranger or needing clothes or sick or in prison, and did not help you?' He will reply, 'Truly I tell you, whatever you did not do for one of the least of these, you did not do for me[30]'".

"وہ بھی جواب دیں گے، اے خداوند، ہم نے کب آپ کو بھوکا، پیاسا یا اجنبی یا کپڑے کی ضرورت یا بیمار یا جیل میں دیکھا، اور آپ کی مدد نہیں کی؟" وہ جواب دے گا، 'میں تم کو سچ کہتا ہوں، جو کچھ بھی تم نے ان میں سے کسی ایک کے لئے نہیں کیا، تم نے میرے لئے نہیں کیا۔'

یہ آیت سراسر یاددہانی ہے کہ خدا ہر جگہ ہے۔ بعض اوقات ایسے ماحول میں اس کی موجودگی کا احساس کرنا مشکل ہو سکتا ہے جس کی آپ عادت نہیں ہیں، یا جب آپ کو کسی اجنبی کی ضرورت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اپنے دل کو کھلا رکھیں اور اس کی محبت کو دنیا کے ساتھ بانٹیں - یہ کرنا صحیح ہے۔

جس کے پاس کچھ ہے اہ اپنے غریب بھائی کے ساتھ اسے بانٹ لے اور ایثار کا مظاہرہ کرے۔ یہی وہ اصمانی تعلیم جو تمام آسمانی ادیان میں مشترک ہے ۔ بائبل کا بیان ملاحظہ کیجئے:

"'What should we do then?' the crowd asked. John answered, 'Anyone who has two shirts should share with the one who has none, and anyone who has food should do the same[31]'".

"'پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے ؟' ہجوم نے پوچھا۔ جان نے جواب دیا، 'جس کے پاس دو قمیضیں ہیں وہ اس کے ساتھ بانٹنا چاہئے جس کے پاس نہیں ہے، اور جس کے پاس کھانا ہے وہ بھی ایسا ہی کرے۔"

جب زندگی آپ کو اضافی برکات دیتی ہے چاہے کھانا ہو یا لباس یا پیسہ یا کچھ اور۔ صحیح کام ان برکتوں کو بانٹنا ہے اگر آپ کر سکتے ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی رہنمائی کر دی ہے اور اب اُدوسروں کو دکھائیں کہ آپ دوسروں کے ساتھ کیسے بانٹ سکتے ہیں۔

"Suppose a brother or a sister is without clothes and daily food. If one of you says to them, 'Go in peace; keep warm and well fed,' but does nothing about their physical needs, what good is it? In the same way, faith by itself if it is not accompanied by action, is dead[32]".

"فرض کیجیے کہ کوئی بھائی یا بہن کپڑے اور روزانہ کھانے کے بغیر ہے۔ اگر آپ میں سے کوئی ان سے کہتا ہے کہ سلامتی سے جاؤ اور گرما گرم اور اچھی طرح سے کھلاؤ، لیکن ان کی جسمانی ضروریات کے بارے میں کچھ نہیں کیا تو یہ کیا فائدہ ہے؟ اسی میں راستہ، خود ہی ایمان، اگر اس کے ساتھ عمل نہیں ہوتا ہے تو وہ مر گیا ہے۔

اچھے ارادے نہ صرف آگے جاتے ہیں بلکہ ان کے نتائج بھی دیرپا ہوتے ہیں۔ دوسروں کی صحیح معنوں میں مدد کرنے کے لئے، آپ کو کسی نہ کسی طرح اقدامات کرنا ہوں گے۔ اسی طرح، آپ کو اپنے عقیدے میں متحرک ہونا پڑے گا تاکہ یہ واقعی معنی خیز بن سکے۔

نصرانیت بھی شریعت موسوی کی تکمیل ہے خلاصہ کلام یہی ہے کہ عیسائیت میں دوسروں کی مالی مدد کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اس لئے کہ عیسائی عقیدے کے مطابق دینے سے نہ صرف لینے والے کو بلکہ دینے والے کو بھی خوشی ملتی ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لیے جانے کے بائیس سال بعد مسیحیت نے تورات کے اکثر احکامات کو ختم کر کے نئے قوانین بنا لئے۔ اَقرباء اور غرباء کی مالی امداد کا تصور ابھی بھی بائبل کے مختلف نسخوں میں موجود ہے۔ تاہم یہودیت کی طرح شریعتِ عیسوی کی تعلیمات بھی انصاف پر مبنی نہیں اور ان میں تضاد پایا جاتا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ میں اَقرباء کی مالی معاونت کا تصور:

اسلام نے خاندان کے استحکام کے لیے قوانین اور اخلاقی تعلیمات دونوں سے مدد لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کی بار بار تاکید کی ہے۔ ایک جگہ اس کا ارشاد ہے:

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ [۳۳]

''رشتہ دار کو اس کا حق دو۔''

قرآن میں رشتوں کا پاس و لحاظ رکھنے والوں کو 'اُولُوا الاَلبَاب' (دانش مند) کہا گیا ہے۔ ان کے جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں ان میں یہ بھی ہے:

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَاب [۳۴]

''ان کی روش یہ ہوتی ہے کہ اللہ نے جن جن روابط کو برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے انہیں برقرار رکھتے ہیں، اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ کہیں ان سے بری طرح حساب نہ لیا جائے۔''

احادیث نبوی میں بھی صلہ رحمی کی بہت تاکید کی گئی ہے اور قطع رحمی سے ڈرایا گیا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''رحم عرش کو پکڑے ہوئے ہے اور کہتا ہے: جو مجھے جوڑے اللہ اسے (اپنے سے) جوڑے اور جو مجھے کاٹ دے اللہ اسے (اپنے سے) کاٹ دے۔''[۳۵]

رسول اللہ ﷺ نے اپنے متعدد ارشادات میں صلہ رحمی پر ابھارا ہے اور اس کی اہمیت واضح کی ہے۔

حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے، جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔[۳۶]

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔''[۳۷]

قرابت داروں کی مالی معاونت

اہل قرابت ورشتہ دار اپنے رشتہ داروں کی مالی وبدنی مدد کے زیادہ حقدار ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''تیرے احسان، صدقہ اور مال کے سب سے زیادہ حقدار تیری ماں اور تیرے باپ ہیں (پھر) تیری بہن اور تیرا بھائی ہے پھر وہ شخص جو تیرے قریب سے قریب تر ہو۔[۳۸] ام المومنین حضرت میمونہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک لونڈی کو آزاد کر دیا لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ نہیں لیا، جب آپ میرے پاس تشریف لائے تو آپ سے اس کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا: اگر تم اسے اپنے ماموں کو دے دیتی تو زیادہ اجر کا باعث تھا۔[۳۹]

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک میں محض ان سے عقیدت و محبت کا اظہار، خوش خلقی سے پیش آنا اور زبانی ہم دردی کافی نہیں ہے، بلکہ وقتِ ضرورت ان کا مالی تعاون کرنا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نے تعاون و خبر گیری کا آغاز رشتہ داروں سے کیا ہے۔ قرآن کریم میں بہ کثرت آیتیں ہیں، جن میں رشتہ داروں کی مالی امداد کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چند آیات درج ذیل ہیں:

وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی [۴۰]

]''نیکی یہ ہے کہ آدمی] اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں پر خرچ کرے۔''

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی [۴۱]

''اللہ عدل اور احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔''

اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ان کے ساتھ امداد و تعاون کا معاملہ کرنا ان پر احسان نہیں ہے بلکہ یہ وہ حق ہے جو اللہ نے اصحاب حیثیت پر انکے رشتے داروں کے معاملے میں عائد کیا ہے. رشتہ داروں کو امداد کرکے انہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ انہوں نے اپنا فرض اور حق ادا کیا ہے کوئی احسان نہیں کیا. اکثر لوگ یہاں کوتاہی کا ارتکاب کرتے ہیں اور رشتے داروں کا حق ادا کرکے ان پر احسان جتاتے اور انکی عزت نفس اور وقار کو مجروح کرتے ہیں اس طرح اپنی نیکی کو بھی برباد کر لیتے ہیں. اس لئے قرآن نے اہل ایمان کو متنبہ کیا ہے "لاتبطلوا صدقتکم بالمن والاذی"[۴۲]

اور احسان جتلا کر تکلیف دہ باتیں کرکے اپنے صدقات ضائع مت کرو۔

یہی وجہ ہے کہ ایک رشتے دار باوجود غریب اور ضرورت مند ہونے کے اپنے کسی مالدار رشتے دار سے مالی تعاون لینے سے بالعموم گریز کرتا ہے لیکن کتنے ستم کی بات ہے کہ آج کل خاندان کے بعض افراد تو عیاشی سے زندگی بسر کرتے ہیں اور انہی کے کئی رشتہ دار روٹی، کپڑے کو ترستے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط [43]

''لوگ پوچھتے ہیں: ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر، رشتے داروں پر، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو۔''

اسلام میں صدقہ و خیرات کو تحسین کی نظر سے دیکھا گیا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے اجر کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے کسی غریب رشتے دار کو صدقہ دے تو اس کو دوہرا اجر ملے گا۔ حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کسی غریب کو صدقہ دینے کا ایک اجر ہے اور کسی رشتے دار کو صدقہ دینے کا دوہرا اجر ہے۔ ایک صدقہ دینے کا اور دوسرا رشتہ داری نبھانے کا۔'' [44]

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کے معاملے میں اسلام نے مسلم اور غیر مسلم کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ کسی شخص کے رشتے دار غیر مسلم ہوں تو وہ بھی اس کے حسنِ سلوک کے مستحق ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ کی ماں مشرک تھیں۔ وہ ان سے ملنے کے لیے مدینہ آئیں۔ حضرت اسماء نے آں حضرت ﷺ سے دریافت کیا: کیا میں اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں اور انھیں کچھ دے سکتی ہوں۔ آپؐ نے جواب دیا: ہاں، اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ [45]

اسلام نے آدمی کو رشتہ داروں کے ساتھ ہر حال میں اچھا برتاؤ کرنے کی تلقین کی ہے، خواہ ان کا رویہ اس کے ساتھ اچھا نہ ہو اور وہ رشتہ کا پاس و لحاظ نہ رکھتے ہوں۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو احسان کا بدلہ احسان سے دے، بلکہ دراصل صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جس کے رشتے دار اس سے تعلق نہ رکھیں، لیکن وہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ [46]

مرد و عورت کے حساب سے رشتہ داروں کی تقسیم اور مالی معانت کا تصور

عورت مختلف رشتوں کے ساتھ خاندان کا حصہ ہوتی ہے۔ ماں، بیٹی، بہن، بیوی، چچی، خالہ، پھپھو، ممانی، اور بہت سے رشتے۔ ان تمام رشتوں کے حساب سے اسلام نے خواتین کے لئے جو انتظام کیا ہے اور انہیں جو حقوق حاصل ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

ا۔ عورت کا نان و نفقہ ہر حالت میں مرد کے ذمہ ہے۔ اگر بیٹی ہے تو باپ کے ذمہ۔ بہن ہے تو بھائی کے ذمہ، بیوی ہے تو شوہر پر اس کا نان و نفقہ واجب کر دیا گیا اور اگر ماں ہے تو اس کے اخراجات اس کے بیٹے کے ذمہ ہے، ارشاد باری تعالی ہے کہ: عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ [47] خوشحال آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی توفیق کے مطابق معروف طریقے سے نفقہ دے۔

(۲) مہر: عورت کا حق مہر ادا کرنا مرد پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ: وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا [48] عورتوں کا ان کا حقِ مہر خوشی سے ادا کرو اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ حصہ تمھیں معاف کر دیں تو اس کو خوشی اور مزے سے کھاؤ۔

(۳) وراثت: بعض مذاہب میں ان کے مخصوص عقائد کے پیشِ نظر وراثت میں عورت کا کوئی حق نہیں ہوتا؛ لیکن ان مذاہب اور معاشروں کے برعکس اسلام نے وراثت میں عورتوں کا باقاعدہ حصہ دلوایا۔ اس کے لیے قرآن میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ارشاد ہوا ہے یعنی مرد کو عورتوں کے دو برابر حصے ملیں گے۔[۴۹] یعنی عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے، اسی طرح وہ باپ سے، شوہر سے، اولاد سے، اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے باقاعدہ وراثت کی حق دار ہے۔

(۴) مال و جائیداد کا حق: اس طرح عورت کو مہر سے اور وراثت سے جو کچھ مال ملے، وہ پوری طرح سے اس کی مالک ہے؛ کیوں کہ اس پر کسی بھی طرح کی معاشی ذمہ داری نہیں ہے؛ بلکہ وہ سب سے حاصل کرتی ہے؛ اس لیے یہ سب اس کے پاس محفوظ ہے۔ اگر مرد چاہے تو اس کا وراثت میں دوگنا حصہ ہے؛ مگر اسے ہر حال میں عورت پر خرچ کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اس طرح سے عورت کی مالی حالت (اسلامی معاشرہ میں) اتنی مستحکم ہو جاتی ہے کہ کبھی کبھی مرد سے زیادہ بہتر حالت میں ہوتی ہے۔

(۵) پھر وہ اپنے مال کو جہاں چاہے خرچ کرے، اس پر کسی کا اختیار نہیں، چاہے تو اپنے شوہر کو دے یا اپنی اولاد کو یا پھر کسی کو ہبہ کرے یا خدا کی راہ میں دے یہ اس کی اپنی مرضی ہے اور اگر وہ از خود کماتی ہے تو اس کی مالک بھی وہی ہے؛ لیکن اس کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے، چاہے وہ کمائے یا نہ کمائے۔ اس طرح سے اسلام کا عطا کردہ معاشی حق عورت کو اتنا مضبوط بنا دیتا ہے کہ عورت جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے؛ جب کہ عورت ان معاشی حقوق سے کلیتاً محروم ہے۔

اسلام کی تعلیم ہے کہ تم سب سے پہلے اپنے رشتے داروں کا خیال رکھو اسلام کی یہ ایک نہایت ممتاز اور بہترین تعلیم ہے اگر لوگ صحیح معنوں میں اس پر عمل کریں تو کسی ضرورت مند کو کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی یا دربدر کاسۂ گدائی لئے پھرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی. کیونکہ ہر خاندان میں چند افراد ضرور صاحب حیثیت ہوتے ہیں اسی طرح ہر خاندان کے لوگ ایک دوسرے کے حالات سے بھی بخوبی واقف ہوتے ہیں اگر ہر خاندان کے اصحاب حیثیت اپنے اپنے خاندان کے ضرورت مندوں کی خاموشی کیساتھ آبرومندانہ طریقے سے امداد کر دیا کریں۔ رشتہ داروں میں کوئی خاتون بے سہارا یتیم و بیوہ ہو تو اس کی کفالت کریں، کوئی قرابت دار مریض علاج کرانے سے قاصر ہو تو اس کے علاج و معالجہ کا انتظام کریں، اعزاء کے گھروں میں جوان بچیاں شادی کے قابل ہو کر بھی گھر میں ہوں تو ان کی شادیوں میں تعاون کریں. اگر ایسا ہونا شروع ہو جائے تو معاشرے میں خوشحالی کا دور دورہ ہو جائے۔

یہودیت، مسیحیت اور اسلامی معاشی تعلیمات کا تجزیہ:

مسیحیت میں گو سب کچھ دینے کا حکم تھا مگر یہ حکم ہر ایک کیلئے موزوں نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہر شخص اس پر عمل کر سکتا تھا۔ دوسرے مذہبوں میں بھی اگرچہ خیرات اور زکواۃ ادا کرنے کے احکام موجود تھے، تاہم ان کے لیے کوئی نظام اور اصول مقرر کیا گیا تھا اور نہ ہی ہر شخص پر قانوناً رقم واجب الادا تھی، جس کے ادا کرنے پر وہ مجبور ہو سکتا تھا۔

اسلام سے قبل دیگر مذاہب میں زکواۃ کے تعین مدت کے بارے میں کوئی واضح حکم نہیں ملتا، جبکہ یہ مسئلہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل تھا۔ توریت میں جس عشر یعنی دسویں حصہ کا حکم ملتا ہے تو وہ فقط تین سال میں ایک ہی مرتبہ واجب الادا ہوتا تھا۔[۵۰]

جبکہ انجیل میں یہ مدت بھی متعین نہیں کی گئی۔

توراۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں زکواۃ کی مقدار پیدوار کا دسواں حصہ تھا اور نقد میں آدھا مثقال جو امیر و غریب سب پر یکساں فرض تھا، لیکن زمین کی قسمیں ہوتی ہیں، کہیں زمین صرف بارش سے سیر اب ہوتی ہے اور کہیں نہر کے پانی سے، جہاں مزدوری اور محنت کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح نقد دولت کی بھی کئی اقسام ہیں۔ بعض مرتبہ دولت بے محنت مفت ہاتھ آجاتی ہے اور بعض اوقات سخت محنت کرنا پڑتی ہے۔ اس لیے سب کا حال یکساں نہیں ہو سکتا۔ حسب دستور انجیل نے بھی اس صورتحال کا کوئی حل تجویز نہیں کیا۔

لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کاملہ نے دولت کی فطری اور طبعی ذرائع سے نہایت صحیح اصول کے مطابق تقسیم کی ہے اور ہر صنف کیلئے زکواۃ کی مناسب شرح مقرر کی۔[۵۱] مویشیوں کی کسی مخصوص تعداد پر توراۃ میں زکواۃ نہیں تھی بلکہ ہر قسم کے جانوروں میں دسواں حصہ زکواۃ تھا۔[۵۲]

اور نقد کی زکواۃ کیلئے یہ ہدایات تھیں کہ "خداوند کیلئے نذر کرتے وقت آدھے مثقال سے امیر زیادہ نہ دے اور غریب کم نہ دے۔[۵۳]

ان تمام باتوں کا حاصل یہ ہے کہ قرآن حکیم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہودیت اور نصرانیت اپنے عہد اولین سے کفالتی ذمہ داروں سے آزاد تھے اور اپنی معاشی کفالت انبیاء کے کاندھوں پر ڈالی ہوئی تھی۔ مزید بر آں قوم یہود کیلئے تو من و سلویٰ بھی آسمان سے اترتا تھا اور نصاریٰ کیلئے مائدہ تیار آتا تھا۔ یہ تمام تفصیلات قرآن میں موجود ہیں تو جس قوم کے پاس کھانے پینے کی اشیاء غیب سے آتی ہوں تو اس کو معاشی تکافل کیلئے بھاگ دوڑ کی ضرورت کیونکہ ہو سکتی ہے اور پھر اس کیلئے قواعد وضوابط کے مرتب کرنے کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائیت اور یہودیت کی معاشی تعلیمات نامکمل ہیں جبکہ اسلام ایک جامع معاشی نظام پیش کرتا ہے۔

حوالہ جات

[۱] البقرہ:۸۳

Quran 2:83

[۲] النساءÉ:۳۶

Quran 4:36

[3] *Simkovich M.Z. (2016) Geography-Based Giving in Jewish Tradition. In: Kollar N., Shafiq M. (eds) Poverty and Wealth in Judaism, Christianity, and Islam. Palgrave Macmillan, New York. https://doi.org/10.1057/978-1-349-94850-5_13*

[۴] استثنا ۱۵:۱۱، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور ۲۰۱۰

Proverbs 15:11

[5] *1 John 4:20*

1 یوحنا۲۰:۴

6 Proverbs 17:17

امثال۱۷:۱۷

7 HEBREWS 6:10

عبرانیوں۱۰:۶

8 DEUTERONOMY 15:11

استثنا۱۱:۱۵

9 PROVERBS 11:25

امثال۲۵:۱۱

[۱۰] ۲کرنتھیوں ۹باب ۶-۷ آیات

Corinthians 9:6-72

[۱۱] لوقا۱۶باب ۱-۱۳

Luke 16 chapters 1-13

[12] ۱تیمتھیس ۵باب،۸

Timothy 5, chapter 81

[۱۳] سفر اعداد آیات۸-۱۱

Travel Number Verses 11-8

[۱۴] کرسٹن سین، آرتھر، پروفیسر، ایران بعہد ساسانیان، مترجم،ڈاکٹر محمد اقبال، انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی، ۱۹۴۱ء، ص:۴۳۲

Kirsten Senn, Arthur, Professor, Iran Baahed Sasanian, translator, Dr. Muhammad Iqbal, Anjuman Traqhi Urdu (India) Delhi, 1941, p: 432

[۱۵] انجیل لوقا:۱۸، ۱۰

Gospel Luke: 18, 10

[۱۶] متی،۱۹:۲۴

Matthew, 24:19

[۱۷] اسلام کے معاشی نظریئے: یوسف الدین، بحوالہ سابقہ، ص ۱۲۲، ۱۲۳، ج ۱

Economic Theories of Islam: Yusufuddin, Ibid., pp. 122, 123, vol. 1

[۱۸] احبار:۳۸-۳۵ کتاب مقدس: صفحہ ۱۲۶

Leviticus: 38-35 Bible: Page 126

[۱۹] یوحنا ۱۰:۱۰

John 10:10

[۲۰] امثال ۳:۹-۱۰

Proverbs 3:9-10

[21] Proverbs 22:9

امثال ۲۲:۹

[22] Proverbs 14:21

امثال ۱۴:۲۱

[23] Proverbs 21:13

امثال ۲۱:۱۳

[24] GALATIANS 6:2

گلتیوں ۶:۲

[25] HEBREWS 13:16

عبرانیوں ۱۳:۱۶

[26] JOHN 15:12

یوحنا ۱۵:۱۲

[۲۷] امثال ۱۷:۱۹

Proverbs 17:19

[۲۸] متی ۲:۶

Matthew 2:6

[29] PHILIPPIANS 2:4

فلپیوں ۲:۴

[30] MATTHEW 25:44 – 45

میتھیو ۴۴:۲۵-۴۵

[31]LUKE 3:10-11

لوقا ۱۰:۳-۱۱

[32]JAMES 2:14-17

جیمز ۱۴:۲-۱۷

[۳۳]بنی اسرائیل:۲۶

Quran 17:26

[۳۴]الرعد:۲۱

Quran 13:21

[۳۵]بخاری:۵۹۸۹، مسلم:۲۵۵۵

Sahi Bukhari Hadith number 5989, Sahi Muslim Hadith No. 2555

[۳۶]بخاری: ۱۳۹۶، مسلم:۱۳

Bukhari Hadith No. 1396, Muslim Hadith No. 13

[۳۷]بخاری:۵۹۸۶، مسلم:۲۵۵۷

Bukhari Hadith No. 5986, Muslim Hadith No. 2557

[۳۸]احمد بن حنبل، المسند، رقم:۹۷۶۵

Masnad Ahmed Bun Hambal, 9765

[۳۹]صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم:۵۶۷۸

Sahi Bukhari , Kitab-ul-Adab, 5678

[۴۰]البقرۃ:۱۷۷

Quran 2:177

[۴۱]النحل:۹۰

Quran 16:90

[۴۲]بقرہ:۲۶۴

Quran 2:264

[۴۳]البقرۃ: ۲۱۵

Quran 2:215

[۴۴]ترمذی: ۶۵۸، نسائی: ۲۵۸۲، ابن ماجہ: ۱۸۴۴

Tirmizi Hadith No. 658, Nisai Hadith No.2582, Ibn-e-Maja 1844

[45] بخاری: ۵۹۷۸، مسلم:۱۰۰۳

Bukhari Hadith 5978, Muslim Hadith 1003

[46] بخاری:۵۹۹۱

Bukhari Hadith No. 5991

[47] البقرہ:۲۳۶

Quran 2:236

[48] النساء:۴

Quran 4:4

[49] النساء:۱۱

Quran 4:11

[50] استثناء:۲۸:۱۴

Exception: 28:14

[51] سیرت النبی: شبلی نعمانی بحوالہ سابقہ، ص۱۱۷، ج۵

Sirat al-Nabi: Shibli Nu'mani with previous reference, p. 117, vol. 5

[52] احبار:۲۷، ۳۲

Leviticus: 32:27

[53] خروج:۱۵-۳۵

Exodus: 35:15